ڈاکٹر طیّب منیر
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اُردو
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

ارمغانِ آلام، ایک نادر نجّی بیاض

The book "Armaghan-e-Aalam" is a private selection of poetry of famous political leader and literary figure Dr. Syed Mahmood. This selection of poetry was composed in Ahmad Nahar Jail in 1944 in era of British India. The book contains verse selection from Arabic, Persian, Urdu and Hindi literature. From the prism of book, one can read the psychological condition of the compiler. We can also realize that how in the period of existence in solitude one can draw his feelings and thoughts before the reader. The paper critically reviews this rare book.

ڈاکٹر سید محمود[۱] بہار کی معروف شخصیتوں میں سے تھے، علم و ادب سے گہری واقفیت اور سیاسی بصیرت کے بھی مالک تھے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ وہ اہل علم و ادب کے قدر دان بھی تھے۔ جس میں ادبی صلاحیت دیکھتے اس کی ہر طریقے سے دامے، سخنے مدد کرتے۔[۲]

''ارمغانِ آلام'' ڈاکٹر سید محمود کی نجی بیاض ہے، جو ۱۹۴۴ء میں بزمانۂ قید فرنگ احمد نگر جیل میں مرتب ہوئی، یہ بیاض ۱۹۲ صفحات ("6"x4) پر مشتمل ہے اور تقریباً نوے شعراء کا کلام درج ہے۔''ارمغانِ آلام'' اس مجموعہ کا تاریخی نام ہے۔ (۱۳۶۴ھ) جو کہ مولانا ابوالکلام آزاد کا تجویز کیا ہوا ہے۔ جو زمانہ اسیری میں سید محمود کے ساتھ تھے۔

سید محمود نے بیاض کے آغاز میں ایک صفحہ پر غالب کا یہ شعر لکھ کر

کھلتا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ
شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے

''بیاض'' رقم کر کے لکھتے ہیں:

''یہ بیاض شعراء کے ضروری طور پر اچھے اشعار کا مجموعہ نہیں ہے، بلکہ چند شعراء کے وہ اشعار لکھے ہیں جو جمع کنندہ کو پسند آئے اس لیے یہ مختصر مجموعہ اشعار ذاتی پسند کا مجموعہ ہے نہ کہ ان شعراء کے بہترین اشعار کا''

''ارمغانِ آلام'' کے پبلشر نے آغازِ بیاض میں تحریر کیا ہے کہ:

فعل الحكيم لايخلو عن الحكمة

(ایک ادیب اور فاضلِ علم کا مشغلۂ بے شغلی بھی، ادب نوازی اور علمی مؤشگافیوں سے خالی نہیں ہوتا۔)

''ڈاکٹر سیّد محمود وزیر ترقی صوبہ بہار نے بزمانۂ قید فرنگ قلعۂ احمد نگر میں وقتاً فوقتاً اپنے جذبات ومحسوسات سے ٹکراتے ہوئے شعرائے قدیم وجدید کے اشعار، مواعظ، لطائف اور بعض علمی نکات قلم بند فرمائے تھے۔''

سید محمود اس بیاض کو چھاپنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتے تھے کہ ۱۹۴۶ء کے زمانہ میں مولانا نظامی بدایونی [۳] ڈاکٹر سید محمود کو ملنے گئے اور بیاض کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ جواہر علمیہ کے انمول موتی، شعرائے قدیم کے الہامی اشعار اور سخنوران حال کے وجد آفریں کلام کا بے ترتیب مجموعہ ایسا نہیں ہے جسے نظر انداز کر دیا جائے برائے اشاعت وہ یہ بیاض اپنے ہمراہ لے آئے۔اس دوران ان کا انتقال ہوگیا تو مولانا نظامی کے بیٹے احیدالدین نے حسب خواہش اس کو نئے سرے سے مرتب کیا۔ بیاض میں فارسی ہندی، اردو، عربی اشعار بغیر کسی ترتیب کے درج تھے انہوں نے ہر شاعر کے مختلف اشعار کو بیاض سے چن کر یک جا کر دیا: خرابی اس میں یہ پیدا ہوگئی، کہ بیاض کی تاریخی اہمیت میں رخنہ پڑ گیا۔ بیاض لکھنے والے پر دوران اسیری جو کیفیت طاری تھی اس کا انہدام ہوگیا۔ عبدالمالک [۴] آروی (مقدمہ نگار بیاض ھذا) نے اس نئی ترتیب سے اختلاف کیا۔لہٰذا بیاض اُسی انداز میں شائع کی گئی جو مصنف کی ترتیب دی ہوئی تھی۔ یہ بیاض دو سال کے بعد ۱۹۴۹ء میں نظامی پریس بدایوں سے شائع ہوئی۔

سید محمود نے یہ بیاض اپنی رفیقۂ حیات کے نام معنون کی ہے اور چند سطور میں بڑے خوب صورت انداز میں لکھا ہے۔

''جن کے دین دارانہ تاثرات نے مادی دنیا کی آسائشوں سے بلند تر روحانی فضا سے مجھ کو بہرہ مند کیا۔جن کے اخلاقی جمال نے میرے چشمہائے قلب و دماغ کو روشن تر بنایا، اور جن کے صبر وسکون نے قید ومحن کی سختیاں مجھ پر آسان کر دیں۔ یہ نگارستان سخن کی گل چینیاں جو خلوت خانہ زنداں کی یادگار و ہم راز ہیں، محرم راز حیات کی حسن خدمت میں قید محمود کے مشاغل جمیلہ کی توضیح وتشریح کی غرض سے پیش کش کی جاتی ہیں۔''

اس کے بعد فارسی کے چھ شعر رقم کیے ہیں، پہلا شعر یوں ہے:

ے چوں نہ یابم محرمِ رازِ دگر
تاشود بامن شریک خشک وتر

(جب میں کوئی دوسرا محرم راز نہیں پاتا جو میرے خشک وتر میں شریک ہو)

ے چیدہ ام ایں گلشنِ پارینہ را
تازہ دارم داغہائے سینہ را

(میں نے اس قدیم گلشن کو انتخاب کیا ہے میں سینے کے داغوں کو اس سے تازہ کر رہا ہوں)

سید محمود صاحب یہ بیاض تحفتاً اپنی اہلیہ کو بھیجنا چاہتے تھے مگر نہ بھیج سکے۔

عبدالملک آروی نے اس بیاض پر بیس صفحات کا مقدمہ تحریر کیا ہے جس میں بڑی تفصیل سے شعرائے قدیم، بالخصوص فارسی شعرا کا ذکر کیا ہے۔جن کا ذکر تذکروں یا بیاضوں میں معہ کلام موجود ہے۔ بیاض، ارمغان آلامؔ کے شعری انتخاب کے بارے لکھتے ہیں:

''شعروں کے انتخاب سے انتخاب کرنے والے کے ذوق، میلان اور فطرت پر گہری روشنی پڑتی ہے۔کسی اہلِ ذوق کے منتخب اشعار کو دیکھ کر ہم اس کی صحیح زندگی اور مذاق کا پتہ لگا سکتے ہیں اسلامی ادب میں شاعری کو اتنا بڑا دخل ہے

کہ حدیث وتفسیر سے لے کر رجال، تاریخ اور جغرافیہ کی ساری کتابیں اشعار کے اقتباسات سے بھری ہیں......
سلاطین، امراء اور اہل کمال کی بیاضوں کے قلمی نسخے ہم تک پہنچے ہیں تذکرہ طور رکلیم میں مظہر جانِ جاناں کی بیاض ''خریطۂ جواہر'' کا تذکرہ ملتا ہے۔عہد عالمگیری کے ایک شاعر مرزا افضل سرخوش کی ''کلمات الشعراء'' بیاض ہی کی حیثیت رکھتی ہے......''

عبدالمالک آروی نے لکھا ہے کہ ڈاکٹر سید محمود کے والد عالم اور صوفی تھے، جس کی اسلامی زندگی کے اثرات بھی موصوف پر نمایاں نظر آتے ہیں۔عربی شعراء اور عربی شاعری کی ہمہ گیری کا ذکر کرتے ہوئے آروی صاحب، صاحبِ بیاض اور ان کی سیاسی مصروفیات کے بارے لکھتے ہیں :

''بادشاہوں اور وزیروں کی زندگی سے پتہ چلتا ہے کہ نظمِ مملکت کی ہنگامہ خیز زندگی میں انہوں نے علمی کام کیے اور علمی یادگاریں چھوڑیں۔ ڈاکٹر صاحب کی زندگی سے جس قدر سیاست کو علاقہ ہے اسی قدر علم کو بھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے علمی افادت میں بہار کی مشہور گورنمنٹ اردو لائبریری ہے اور اس کے علاوہ بہت سے علمی کارنامے ابھی تک منظر عام پر نہیں آسکے۔ ملک کا نقشہ کچھ ایسا بدلا ہوا ہے کہ اردو زبان ایک سخت آزمائش کے دور سے گزر رہی ہے۔''

بیاض میں تقریباً بارہ سو اشعار کا اندراج ہے۔ اس کے مطالعہ سے جو باتیں فوری طور پر قاری کے سامنے آتی ہیں وہ دیباچہ نگار کی رائے کے مطابق سید محمود کے پاکیزہ شعری ذوق کا پتہ چلتا ہے فارسی کے قدیم مستند شعرا کا کلام اس میں درج ہے۔بعض تاریخی اشعار بھی درج کیے ہیں، مثلاً عہد جہانگیری کے ملک الشعراء طالب آملی کا شعر درج کیا ہے۔

ؔ زغارت چمنت بر بہار منت ہا است
کہ گل بدستِ تو از شاخ تازہ تر ماند

عبدالمالک آروی لکھتے ہیں طالب آملی نے پہلے اس شعر کا دوسرا مصرع کہا تھا مہینوں فکر کی پہلا مصرع موزوں نہ ہوسکا آخر چھ ماہ بعد پہلا مصرع ذہن میں آیا سید محمود نے اس شعر کا انتخاب کرکے ذوق سلیم کا ثبوت دیا ہے۔

بیاض کے مطالعہ سے سید محمود پر صوفیانہ اثرات کا بھی اندازہ ہوتا ہے بہت سے صوفیانہ اشعار درج کیے ہیں۔ ابنِ یمین کے قطعات، رومیؒ کے اشعار کے علاوہ کئی شعراء کے عرفانی کلام کا انتخاب کرکے اپنے صوفیانہ مذاق و ذوق کو بے نقاب کیا ہے۔

ایک اور بات اس انتخاب کے اشعار کے مطالعہ سے سامنے آتی ہے کہ سید محمود فلسفیانہ بصیرت کے خزینہ دار تھے شعر و ادب کا رچا ہوا مذاق آخر کار انسان کو فلسفہ کی گہرائی میں لے جاتا ہے۔

اس بیاض میں ناامیدی یا اضمحلال کا شائبہ تک نظر نہیں آتا۔ اگرچہ سید محمود نے میر کے کئی اشعار بھی درج کیے ہیں زنداں میں حزن دیاس کی کیفیت ضرور ان پر طاری ہوتی ہوگی۔ یہ اشعار ان لمحاتِ آلام کی تصویر کشی کرتے ہیں۔

''ارمغانِ آلام'' میں سید محمود نے کچھ اشعار کے انتخاب کے ساتھ ان کا پس منظر بھی بیان کیا ہے۔ جیسے مشہور عرب شاعر ابوالعلامعری کے کچھ اشعار انتخاب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان اشعار میں دوسری قوموں کے مناسک مذہبی پر بھی تنقید کی ہے۔ سید

محمود نے اس پر اپنی رائے کا اظہار بھی کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ اس سے خیال کیا جاسکتا ہے کہ عربی خلافت کے زمانہ میں آزادیٔ خیال کہاں تک پہنچ چکی تھی اور کہاں تک برداشت کی جاتی تھی۔

بیاض میں فارسی اشعار کا انتخاب قابل قدر اور لائق مطالعہ ہے حافظؔ اور سعدیؔ کے اشعار کا انتخاب زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ فارسی کے جید شعراکے معروف شعر بھی درج بیاض ہیں عطار، رومی ، خسرو، عراقی، عرفی وغیرہ کے بھی ایک ایک دو دو اشعار رقم کیے ہیں۔فارسی شعرا کے اشعار کا انتخاب نہایت عمدہ ہے جو سید محمود کی نکتہ دانی اور خوش ذوقی پر دال ہے۔شعراء میں سب سے زیادہ انتخاب اقبال کی نظموں کا ہے۔ چودہ، پندرہ چھوٹی نظمیں بیاض میں موجود ہیں انسان، رام، صدائے درد، کوششِ نا تمام، سرگزشت آدم، حقیقت حُسن ، بچے کی دعا، ایک آرزو، اور کئی نظمیں ہیں۔ بیاض کا اختتام بھی اقبال کی نظم ’’سیّد کی لوحِ تربت پر‘‘ ہوتا ہے۔

سید محمود نے اگرچہ بے شمار اردوشعراء کے اشعار بیاض میں درج کیے ہیں سودا سے لے کر شبلی ....تک سر برآوردہ شعراء کے اشعار وموجود ہیں مجموعی طور پر انہیں غالبؔ ، میرؔ، حالیؔ، انیسؔ اور اقبال زیادہ پسند ہیں۔

اشعار کے اندراج میں متنی اغلاط بھی نظر آتی ہیں۔ میر کی مشہور غزل ہے۔

ع　　الٹی پڑگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا

(الٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ............)(آسی)

ع　　چاہیں جو کچھ آپ کریں ہم کو...... بدنام کیا

(چاہتے ہیں سوآپ کریں ہیں ہم کوعبث بدنام کیا۔(آسی)

ے　　آپ نے مسّنی الضّر کہا ہے تو صحیح　　یہ بھی اے حضرت ایوب گلہ ہے کہ نہیں (غالب)

ے　　(آپ نے مسّنی الضّر کہا ہے تو سہی　　یہ بھی یا حضرت ایوب گلہ ہے تو سہی)

ے　　اقبال بھی اقبال سے آگاہ نہیں ہے　　کچھ اس میں تصنع نہیں واللہ نہیں ہے

ع　　(کچھ اس میں تمسخر نہیں واللہ نہیں ہے)

سفر ہے شرط مسافر نواز بُہتیرے...... آتش کا شعر ہے جو سوداؔ کے نام سے درج ہے۔

قارئین کہیں گے کسی بیاض کا کیسا تعارف ہے کہ کوئی شعر بھی تو ضیافتِ طبع کے لیے نہیں دیا گیا۔معروف اور عمدہ اشعار تو صاحبِ ذوق احباب واصحاب کے حافظوں میں محفوظ ہیں۔ اس بیاض کے چند شعر درج ہیں......

ع　　ونحن اناس لاتوسط بيننا

لنا الصدر دون العالمين او القبر

(ہم ان لوگوں میں سے ہیں۔جن کے لیے بیچ کی جگہ کوئی نہیں ہوتی۔ یا تو ہمارے لیے تمام دنیا سے اونچی جگہ ہونی چاہیے یہ پھر زمین کے نیچے قبر۔)

ـ جب تو آیا جگت میں لوگ ہنسیں تو روئے
اب ایسی کرنی کر چلو جو واں ہنسی نہ ہوئے (کبیرؔ)

ـ خبرے نیست کہ منزل گہِ مقصود کجاست
ایں قدر ہست کہ بانگِ جرسے می آید (حافظؔ)

ـ ہمارے بعد بہت روئے ہم کو اہل وفا
کہ اپنے مٹنے سے مہر و وفا کا نام مٹا (شیفتہؔ)

ـ صد سالہ دور چرخ تھا ساغر کا ایک دور
نکلے جو میکدے سے تو دنیا بدل گئی (مولانا محمد علیؔ)

ـ یہ موجودہ طریقے راہیِ ملکِ عدم ہوں گے
نئی تہذیب ہوگی اور نئے ساماں بہم ہوں گے
نئے عنوان سے زینت دکھائیں گے حسیں اپنی
نہ ایسا پیچ زلفوں میں، نہ گیسو میں یہ خم ہوں گے
نہ قانونوں میں رہ جائے گی پردے کی یہ پابندی
نہ گھونگھٹ اس طرح سے حاجب روئے صنم ہوں گے
بدل جائے گا انداز طبائع دورِ گردوں سے
نئی صورت کی خوشیاں اور نئے اسبابِ غم ہوں گے
نہ پیدا ہوگی خط نسخ سے شانِ ادب آگیں
نہ نستعلیق خط اس طرح سے زیبِ رقم ہوں گے
گذشتہ عظمتوں کے تذکرے بھی رہ نہ جائیں گے
کتابوں ہی میں دفن افسانۂ جاہ وحشم ہوں گے
تمہیں اس انقلاب دہر کا کیا غم ہے اے اکبر
بہت نزدیک ہیں وہ دن کہ تم ہوگے نہ ہم ہوں گے (اکبرؔ)

....

ـ مرتا ہوں خامشی پر یہ آرزو ہے میری
دامن میں کوہ کے اک چھوٹا سا جھونپڑا ہو
راتوں کو چلنے والے رہ جائیں تھک کے جس دم
امید ان کی میرا ٹوٹا ہوا دیا ہو
بجلی چمک کے ان کو کٹیا مری دکھادے
جب آسماں پہ ہرسو بادل گھرا ہوا ہو (اقبال)

حواشی وتعلیقات

۱۔ ڈاکٹر سید محمود (۱۹۰۱ء۔۱۸۵۰ء) سرسید احمد خاں کے چھوٹے بیٹے کا نام بھی ہے۔ راقم ''ارمغانِ آلام'' کو ایک عرصے تک انہی سے منسوب کرتا رہا۔ سید محمود کا شعری ذوق بھی اعلیٰ درجے کا تھا۔ اس کے ساتھ ان کے بیٹے راس مسعود کی بیاض 'انتخاب زریں' (۱۹۲۲) نے بھی شک میں مبتلا رکھا کہ ''ارمغانِ آلام'' بھی سید محمود ہی کی ہے۔ یہ تو بعد میں پتہ چلا کہ یہ سید محمود، سرسید احمد خاں کے بیٹے نہیں ہیں۔

۲۔ جہانِ دگر، احسان دانش، لاہور، خزنیہ علم و ادب، ۲۰۰۱ء، ص ۸۱۰۔

۳۔ مولانا نظامی بدایونی (۱۹۴۷-۱۸۷۲ء) (نظام الدین حسن نظامی بدایونی) بدایوں میں پیدا ہوئے ۱۸۹۲ء میں میٹرک پاس کیا۔۱۹۰۳ء میں ہفتہ وار ذوالقرنین کا اجرا کیا۔ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے تاحیات رکن رہے کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ آپ کی کتابوں میں اہم ترین دیوان غالب مع دیباچہ وشرح (۱۹۱۵) اور قاموس المشاہیر ہیں۔ دیوانِ غالب، غالب شناسی میں خشتِ اول کی حیثیت رکھتی ہے۔ قاموس المشاہیر اپنے موضوع کے لحاظ سے اردو میں پہلی کتاب ہے۔ یہ مشرق کے چھ سو مشاہر کا تذکرہ ہے یہ کام دس سال میں مکمل ہوا۔۱۹۲۲ء میں پہلی جلد مکمل ہوئی ۱۹۲۶ میں دوسری جلد شائع ہوئی۔

اس کے علاوہ نکاتِ غالب (۱۹۲۰ء) تجلیات سخن، مجموعہ کلام (۱۹۳۰) لمعات نظامی (۱۹۵۵ء) اور کئی کتب ان کی یادگار ہیں۔

۴۔ عبدالمالک آروی، ادیب، مورخ اور محقق تھے۔ احسان دانش نے 'جہانِ دگر' میں ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ''ان کا طرز گفتگو پہلے بار ملنے سے دل پر نقش ہوگیا تھا، ان کے لہجے میں لوچ، بات میں نرمی، حافظے میں علمی ذخائر اور سینے میں تحقیق و تدقیق کا شعلہ تاثر دیئے بغیر نہیں رہتا تھا۔ ان کے مضامین کے دو مجموعے ''مضامین عبدالمالک'' اور'' مقامِ محمود' دونوں قابل مطالعہ کتابیں ہیں۔ احسان دانش نے جن دو کتابوں کا حوالہ دیا ہے ان میں ''مقامِ محمود' تاریخی ادبی اور انتقادی مقالات کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب ۱۹۴۱ء میں طاقِ بستان (آرہ) بہار سے شائع ہوئی اور دوسری کتاب ''مضامین عبدالمالک'' علمی اور تحقیقی مقالات کا مجموعہ ہے۔۱۹۴۲ء میں ادارہ طاقِ بستان آرہ سے شائع ہوئی۔ اس کے علاوہ عبدالمالک کی دو اور کتابیں بھی شائع ہوئیں ''اقبال کی شاعری' یہ ایک مقالہ تھا۔ جو یوم اقبال پر پڑھا گیا۔ پٹنہ یونیورسٹی نے اسے ایم اے کے نصاب میں شامل کیا۔

عبدالمالک کی ایک اور کتاب ''الہاماتِ شاد' کے نام سے شائع ہوئی جس میں شاد کے کلام پر ماہرانہ نقد ونظر، مختصر سوانح اور انتخاب غزلیات شامل ہے۔

ہندوستان کے مشہور سیاسی رہنما بہار کے وزیر ترقی
ڈاکٹر سید محمود کی نجی بیاض
جو
بزمانہ قید فرنگ احمد نگر جیل میں مرتب ہوئی

ارمغان آلام

جس میں
اردو فارسی ہندی اور بعض عربی کے نہایت مفید و دلچسپ
اشعار کا انتخاب درج ہے
معہ
مقدمہ
مولانا عبدالمالک صاحب آروی

مطبوعہ
نظامی پریس بدایوں

کھلتا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ
شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے

بیاض

یہ بیاض شعرا کے ضروری طور پر اچھے اشعار کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ چند شعرا کے وہ اشعار لکھے گئے ہیں جو جمع کنندہ کو پسند آئے۔ اس لئے یہ مختصر مجموعۂ اشعار ذاتی پسند کا مجموعہ ہے نہ کہ اُن شعرار کے بہترین اشعار کا۔

یہ بیاض زمانۂ قیدِ احمد نگر میں مرتب ہو رہی ہے

سید محمود

قلعہ احمد نگر - بزمانۂ قید فرنگ

ارمغانِ آلام

۱۳۶۴ھ

اِس مجموعہ کا تاریخی نام تجویز ہوا

(بزمانۂ قید احمد نگر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشعار

حدیث از مطرب و مے گوئے و رازِ دہر کمتر جو
کہ کس نکشود و نکشاید بہ حکمت ایں معما را
(خواجہ حافظ)

آں کہ پر نقش زد ایں دائرۂ مینائی
نیست معلوم کہ در پردۂ اسرار چہ کرد "

خبرے نیست کہ منزل گہِ مقصود کجاست
ایں قدر ہست کہ بانگِ جرسے می آید "

برو اے زاہدِ خود بیں کہ ز چشمِ من و تو
رازِ ایں پردہ نہان ست و نہاں خواہد بود "

خسرو اور عشق بازی کم ز ہندو زن مباش
کز برائے مردہ می سوزند جان خویش را

خسرو! ایسی پیت کر جیسے ہندو جوے | پوت پرائے کارنے جل جل کوئلا ہوئے

رائے لچھمی نراین تخلص شفیق "و صاحب" اپنی کتاب چمنستان شعرا ۱۳۰۰ھ میں ہاشم دکھنی کے احوال صفحہ ۱۰۲ میں لکھتے ہیں کہ "ہاشم در اشعار خود بموجب ضابطہ ہندی اظہار عشق از طرف زن می نماید . . . طرفہ تر آنکہ در کلام مجید قصۂ عاشقی زن بر مرد واقع شدہ یعنی قصہ یوسف علیہ السلام" خوب بات پیدا کی +

~~~

مرزا مظہر جان جاناں کی بزرگی مسلم الثبوت ہے۔ ترکی میں انہیں کے نام پر طریقۂ "مظہریہ" جاری ہے جس کے بہت سے لوگ حلقہ بگوش ہیں۔ مثنوی رومی کا یہ شعر پانچسو برس پہلے معلوم ہوتا ہے۔ گویا خاص انہیں کے لئے کہا گیا تھا۔ دونوں بزرگوں کی کرامت کا نتیجہ ہے۔ مرزا جان جاناں کے والد کا نام مرزا جان تھا، اور خود مرزا جان جاناں کا تخلص مظہر تھا۔ ع

جان جان خود مظہر اللہ شد | جان، اول "مظہر" درگاہ شد

اصلی نام جان جاں تھا۔ لوگ جان جاناں پکارنے لگے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت جعفر طیار کی شہادت کی خبر پاکر فرمایا تھا: "عاش حمیداً مات شہیداً" اس حدیث سے مرزا صاحب کی شہادت کی تاریخ نکلتی ہے +

از مثنوی ولی در تعریف بندر سورت :-

عجب ہے سیرت و صورت سے سورت | ہر اک صورت ہر دیہاں انمول مورت
قسم ہے امرداں پر رو صفائی | وہ لے ہے بیشتر حسن نسائی
سبھا اندر کی ہے ہر یک قدم میں | چھپا اندر سبھا کو لے عدم میں

~~~

الٰہی اچرج ہی آدمی ہے سجن کے پان کھانیکا | بجا نوں کیا سبب با قوت اصلی کے رنگانے کا

~~~

دل ولی کا لے لیا دلی نے چھین | کوئی کہیو جا محمد شاہ سوں

~~~

قطعہ

شنیدم کہ مردان راہ خدا | دل دشمناں ہم نکردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام | کہ با دوستانت خلاف است و جنگ
(سعدی)